1965_3_122_129

3 ایس۔سی۔آر۔ سپریم کورٹ کی رپورٹس (1965)

عامر یڈی راج گوپال راؤ اور دیگران

بنام

عامر یڈی سیتارمما اور دیگران

18 فروری 1965

کے۔سبا راؤ، رگھوبر دیال، جے۔آر۔ مدھولکر، آر۔ایس۔باچاوات اور وی۔راما سوامی، جسٹس

ہندو قانون- شادی شدہ برہمن عورت کا سدرا مرد پیدا کرنے والے بچوں کی کنیز بننا- ان کی دیکھ بھال کے حقوق- کیا یہ حقوق ہندو گود لینے اور دیکھ بھال کے قانون، ایکٹ 1956 سے متاثر ہوتے ہیں۔

پہلی جواب دہندہ (S) ایس، ایک برہمن خاتون جس نے (R) آر سے شادی کی تھی، اپنے شوہر کی زندگی کے دوران، ذات کے لحاظ سے ایک سودرا، (L) ایل کی مستقل طور پر رکھی گئی لونڈی بن گئی۔ دیگر تین جواب دہندگان (S &L) ایس اینڈ ایل کے بیٹے تھے۔ ایل کی موت کے بعد، مدعا علیہ کی طرف سے ایل کے بھائی اور ان کے بیٹوں (یہاں اپیل کنندگان) کے خلاف دائر مقدمے میں، ذیلی جج نے 20 ستمبر 1954 کے ایک فرمان کے ذریعہ مدعا علیہان کو ایل کی جائداد سے زندگی بھر گزارہ کرنے کا حکم دیا اور ہائی کورٹ کی اپیل پر اس فیصلے کو برقرار رکھا گیا۔ ہائی کورٹ میں اپیل زیر التوا رہنے کے دوران 1956 کا ہندو گود لینے اور دیکھ بھال کا ایکٹ نافذ ہوا اور اس کے سامنے اٹھائے گئے ایک اعتراض پر ہائی کورٹ نے کہا کہ نئے ایکٹ کی متعلقہ دفعات کا سابقہ اثر نہیں ہے تاکہ ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے ہندو قانون کے تحت مدعا علیہان کو دستیاب دیکھ بھال کے حقوق پر منفی اثر پڑے۔

سپریم کورٹ میں دائر اپیل میں درخواست گزاروں (1) کی طرف سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ مدعا علیہان 1956 کے ایکٹ سے پہلے نافذ ہندو قانون کے تحت ایل کی جائداد سے کسی بھی طرح کی دیکھ بھال کا دعویٰ کرنے کے حقدار نہیں تھے کیونکہ (a) پہلا مدعا علیہ داسی نہیں تھا اور دیگر تین جواب دہندگان ایل کے داسی پتر انہیں تھے۔ (b) پہلی مدعا علیہ کا شوہر زندہ ہونے کی وجہ سے ایل کے ساتھ اس کا تعلق زنا پر مبنی تھا اور اس لیے وہ اوار دھاستری کی حیثیت سے کفالت کی حقدار نہیں ہو سکتی تھی اور (c) پہلا جواب دہندہ ایک برہمن زانیہ اور ایل سدرا تھا۔ یہ تعلق پرتیلوما اور غیر قانونی تھا۔ (2) کسی بھی صورت میں، 1956 کے ایکٹ

کی دفعہ 4 کی بنیاد پر، اس ایکٹ سے پہلے کا ہندو قانون ان معاملات کے سلسلے میں اثر انداز نہیں ہوا تھا جن کے لئے ایکٹ میں اہتمام کیا گیا تھا اور دیکھ بھال وغیرہ کا اہتمام در حقیقت ایکٹ کی دفعہ 21 اور 22 میں کیا گیا تھا۔

منعقد: (1) جواب دہندگان ہندو قانون کے تحت ایل کی جائداد سے اپنی زندگی کے دوران گزارہ کرنے کے حقدار تھے جیسا کہ 1956 کے ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے تھا۔(D 127)

(a) یہ بات اچھی طرح سے تسلیم کی گئی تھی کہ میتا کشرا کی واضح تحریروں سے آزاد، جس میں سدر اس کے معاملے میں داسی پتر وراثت میں سے حصہ کا حقدار تھا، سودرا کا ناجائز بیٹا اپنے والد کی جائداد سے گزر بسر کا حقدار تھا، حالانکہ اس کی والدہ سخت معنوں میں داسی نہیں تھی اور اگرچہ وہ ایک آرام دہ یا کن تعلقات کا نتیجہ تھا۔ (125C)

میتا کشرا باب اول، دفعہ 12 آیت 1، 2 اور 3 کا حوالہ دیا گیا ہے۔کیس کے قانون کا جائزہ لیا گیا۔

(b) میتا کشرا قانون کے تحت ایک شادی شدہ عورت جو اپنے شوہر کو چھوڑ کر اپنے پیارے کے ساتھ مستقل طور پر رہنے والی مالکن کے طور پر رہتی ہے، وہ اپنے پیارے کے ساتھ وفادار رہ کر اوار دھا استری کا درجہ حاصل کر سکتی ہے حالانکہ یہ رشتہ کا تھا، اور وہ اس وقت تک شوہر کی جائداد سے کفالت کی حقدار تھی جب تک کہ وہ اس کے ساتھ جنسی وفاداری برقرار رکھے۔(125H, 126B)

اکو پرہلاد بنام گنیش پرہلاد آئی۔ایل۔آر 1945، Bom.216 تصدیق شدہ کیس قانون کا جائزہ لیا گیا۔

(c) سودرا کی موت تک اس کی خصوصی اور مسلسل دیکھ بھال کرنے والا برہمن وارث کفالت کا دعویٰ کرنے کا حقدار تھا۔(B 127)

کیس قانون کا حوالہ دیا گیا۔

(2) دفعہ 21 اور 22 ممکنہ ہیں اور دفعہ 4 کے ساتھ پڑھی جانے والی یہ دفعات جواب دہندگان کے دیکھ بھال کے حق کو ختم یا متاثر نہیں کرتی ہیں جو ایل کی موت اور 1956 کے ایکٹ کے آغاز سے پہلے ان کو تفویض کیے گئے تھے۔

ایس کا میشور ما بنام سبرا منیم اے۔آئی۔آر 1959 آندھرا پردیش 269۔ممتاز۔

دیوانی اپیل دائرہ اختیار: 1963 کی سول اپیل نمبر 434۔

آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 22 جولائی 1960 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف اپیل 1954 کے اپیل مقدمہ نمبر 709 میں کی گئی۔

اپیل کنندگان کے لئے اے۔رنگنادھم چیٹی، اے۔ویداولی اور اے۔وی۔رنگم۔

جواب دہندگان کی طرف سے ایم۔ایس۔کے۔شاستری اور ایم۔ایس۔نرسمہن۔

عدالت کا فیصلہ اس نے سنایا۔

باچاوت، جسٹس۔ پہلی جواب دہندہ، سیتا رامما، ایک برہمن عورت ہے۔اس کی شادی رام کرشنیا نامی شخص سے ہوئی تھی۔اپنے شوہر کی زندگی کے دوران وہ ذات کے لحاظ سے سودرا نامی ایک لنگیا کی بیوی بن گئیں۔1938 سے فروری 1948 میں لنگیا کی موت تک، وہ لنگیا کی مستقل طور پر رکھی گئی نائب تھیں، اور ان کے ساتھ رہتی تھیں۔اس عرصے کے دوران اور اس کے بعد، اس نے لنگیا کے ساتھ جنسی وفاداری کو برقرار رکھا۔دوسرے، تیسرے اور چوتھے جواب دہندگان لنگیا کے پہلے جواب دہندہ کے بیٹے ہیں۔پہلی جواب دہندہ کا شوہر ابھی تک زندہ ہے۔اپیل گزار لنگیا کے بھائی اور بھائی کے بیٹے ہیں۔لنگیا جائیداد میں اپنے بھائیوں اور بھائیوں کے بیٹوں سے الگ تھا۔یہ جماعتیں چورا گوڈی، پٹلا کے رہنے والے ہیں، جواب آندھرا پردیش میں واقع ہے اور ہندو قانون کے میتا کشرا اسکول کے تحت چلایا جاتا ہے۔عرضی میں، جیسا کہ اصل میں دائر کیا گیا تھا، مدعا علیہان نے دعویٰ کیا کہ لنگیا کے ذریعے چھوڑی گئی جائیداد کے وہ خاص طور پر حقدار ہیں۔ماتحت جج اور ہائی کورٹ نے پایا کہ چونکہ پہلی مدعا علیہ لنگیا کے ساتھ رہتے ہوئے ایک شادی شدہ عورت تھی اور اس کے بچوں کو جنم دیتی تھی، لہذا وہ لنگیا کی قانونی طور پر شادی شدہ بیوی نہیں تھی اور یونین سے پیدا ہونے والے بچے اس کے جائز بیٹے نہیں تھے، اور نہ ہی وہ داسی پتر تھے اور اس طرح اس کی جائیداد کے حقدار تھے۔ابتدائی طور پر ماتحت جج نے اس مقدمے کو خارج کر دیا تھا، لیکن اپیل پر، ہائی کورٹ نے مدعا علیہان کو گزارہ کی ادائیگی کے لئے مناسب رقم بنا کر درخواست میں ترمیم کرنے کی اجازت دے دی، اور دیکھ بھال کے سوال پر مقدمے کو ٹرائل کے لئے بھیج دیا۔ترمیم شدہ درخواست پر اگلی سماعت کے دوران ماتحت جج نے مدعا علیہان کے دیکھ بھال اور اس کے نتیجے میں ملنے والی راحتوں کے دعوے کا فیصلہ سنایا اور لنگیا کی جائداد سے ان کی زندگی کے دوران ان کی دیکھ بھال کا حکم دیا۔ماتحت جج نے 20 ستمبر 1954 کو اپنا حکم جاری کیا۔ہائی کورٹ کے سامنے اپیل کنندگان کی جانب سے ترجیحی اپیل زیر التوا رہنے کے دوران، 1956 کا ہندو گود لینے اور دیکھ بھال کا قانون (جسے بعد میں ایکٹ کہا جاتا ہے) نافذ ہوا۔ہائی کورٹ کے سامنے اپیل میں اہم تنازعات یہ تھے (1) کیا ایکٹ کی دفعات سابقہ ہیں۔اور (2) کیا ایک شادی شدہ عورت جو اپنے شوہر کو

چھوڑ کر کسی دوسرے کے ساتھ مستقل طور پر اس کی مالکن کے طور پر رہتی ہے، اسے اورودھا استری سمجھا جا سکتا ہے۔ ان سوالوں کی اہمیت کے پیش نظر اپیل کو ہائی کورٹ کے فل بنچ کو بھیج دیا گیا۔ پہلے سوال پر ہائی کورٹ نے کہا کہ اس قانون کی متعلقہ دفعات کا اطلاق صرف ان ہندوؤں کی جاگیروں پر ہوتا ہے جو قانون کے نافذ ہونے کے بعد مر رہے ہیں، اور یہ کہ لنگیا کی موت کے وقت نافذ ہندو قانون کے تحت مدعا علیہان کا اپنی زندگی کے دوران گزارہ کرنے کا حق اس ایکٹ سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔ دوسرے سوال پر ہائی کورٹ نے کہا کہ پہلا مدعا علیہ لنگیا کا ایک اورودھا استری تھا، اور اپنی جائداد سے گزر بسر کا حقدار تھا، حالانکہ اس کا شوہر زندہ تھا اور لنگیا کے ساتھ تعلق تھا۔ ہائی کورٹ نے دیکھ بھال کی مقدار کے بارے میں ماتحت جج سے اتفاق کیا۔

درخواست گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ مدعا علیہان ہندو قانون کے تحت لنگیا کی جائداد سے کسی بھی طرح کی دیکھ بھال کا دعویٰ کرنے کے حقدار نہیں ہیں جیسا کہ یہ قانون کے نفاذ سے پہلے تھا، کیونکہ (a) پہلا مدعا علیہ داسی نہیں ہے اور دوسرا، تیسرا اور چوتھا جواب دہندہ لنگیا کے داسی پتر انہیں ہیں۔ اور یہ نکتہ ہائی کورٹ کے پچھلے فیصلے سے ختم ہوتا ہے، جواب فریقین کے مابین حتمی بن گیا ہے۔ (b) پہلے شوہر کا شوہر زندہ تھا اور اب بھی زندہ ہے، اور لنگیا کے ساتھ پہلے جواب دہندہ کا تعلق لنگیا کے ساتھ قربت کے دوران اور اس کے بچوں کو جنم دینے کے دوران تھا۔ (c) پہلا جواب دہندہ برہمن زانی اور لنگیا کا سودرا ہونے کی وجہ سے یہ تعلق پرتیلوما اور غیر قانونی تھا۔

اب ہندو قانون کے تحت، جیسا کہ اس قانون کے نفاذ سے پہلے تھا، داسی پتر یا داسی کے بیٹے، یعنی والد کی مسلسل اور خصوصی حیثیت رکھنے میں ایک ہندو لونڈی کا دعویٰ یتا کشرا، باب اول، دفعہ 12، آیت 1، 2 اور 3 کے واضح متن پر منحصر تھا۔ سودراس کے معاملے میں، داسی پتر وراثت میں حصے کا حقدار تھا، اور یہ حصہ اسے نہ صرف دیکھ بھال کے بدلے بلکہ بیٹے کی حیثیت کے اعتراف میں دیا گیا تھا گور نارائن داس اور دیگر بنام گور تہل داس اور دیگران۔ لیکن ایک سودرا کے ناجائز بیٹے کو اس کی بیوی کی طرف سے وراثت میں حصہ دینے کا حق نہیں تھا اگر وہ کسی بے حیائی رشتے کی اولاد تھا، دیکھیے دتی پیرسی نائیڈو بنام دتی بنگارو نائیڈو یا اگر اس کے حامل ہونے کے وقت یہ رشتہ تھا، تو راہی اور دیگر بنام گووند ولا د تیجا نارائن بھرتھی بنام لاونگ بھرتھی اور دیگران، تکارام بنام دنکر۔ ایسا بے وقوف بیٹا اپنے والد کے خاندان کے رکن کی حیثیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا اور یتا کشرا کے واضح متن کے تحت داسی پتر کے طور پر وراثت کا حصہ حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہائی کورٹ کے پچھلے فیصلے میں درست کہا گیا تھا کہ دوسرے، تیسرے اور چوتھے جواب دہندگان لنگیا کے داسی پتر نہیں ہیں، اور وراثت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ نکتہ کہ آیا وہ لنگیا کی جائداد سے کفالت کرنے کے حقدار

ہیں یا نہیں، پچھلے فیصلے سے نتیجہ اخذ نہیں کیا گیا ہے۔ یہ بات اچھی طرح سے تسلیم کی جاتی ہے کہ میتا کشرا، باب اول دفعہ **12**، آیت **3** کے واضح متن سے آزاد، ایک سودرا کا ناجائز بیٹا اپنے والد کی جائداد سے کفالت کا حقدار تھا، حالانکہ اس کی والدہ سخت معنوں میں داسی نہیں تھیں اور اگر چہ وہ آرام دہ یا کا نتیجہ تھا۔ اس کے لقب کی دیکھ بھال کے لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ اپنے والد کے گھر میں پیدا ہوا ہو یا اس میں ایک خاص حیثیت رکھنے والی نائب کے گھر میں پیدا ہوا ہو۔ دیکھیے: متوسامی جگویرایتپا نائکر بنام وینکٹا سوارا ییتیا۔ ایک سودرا کا ناجائز بیٹا اپنے والد کی جائداد سے کفالت کا حقدار تھا، حالانکہ اس کے حاملہ ہونے کے وقت اس کی ماں ایک شادی شدہ عورت تھی، اس کا شوہر زندہ تھا اور اس کے والد کے ساتھ اس کا تعلق تھا، دیکھیے راہی بنام گووند، ویراموتھی ادیان بنام سنگاراویلو، سبرامنیم مڈلی بنام والو۔ میتا کشرا مکتبہ قانون کے مطابق ناجائز ساتھی بیٹا سودرا اپنی زندگی کے دوران اپنے والد کی جائداد سے کفالت کا حقدار تھا۔ ہندو قانون کے تحت، جیسا کہ اس قانون کے نفاذ سے پہلے تھا، پہلے، دوسرے اور تیسرے جواب دہندگان کو لنگیا کی جائداد سے باہر اپنی زندگی کے دوران گزارہ کرنے کا حق حاصل تھا۔

اوردھا استری یا عورت کا دعویٰ جو اپنی بیوی کی جائداد کے خلاف زندگی بھر کی دیکھ بھال کے لئے کنیزوں میں رکھا گیا تھا، میتا کشرا باب **2**، دفعہ **1**، آیت **27** اور **28**، آیت **7** کو ساتھ میں پڑھیں، کے واضح متن پر منحصر ہے۔ بائی ناگوبائی بنام بائی مونگھیبائی کے ساتھ پڑھا گیا، جہاں مرد اور عورت ہندو تھے اور پرمور مایوکا کے قانون کے تحت چلایا جاتا تھا، لارڈ ڈارلنگ نے کہا:

"جب تک بیوی کی موت نہ ہو جائے، اور اس کے ساتھ جنسی وفاداری پہلے سے ہو جائے، اس کی دیکھ بھال کا حق قائم کیا جاتا ہے۔ اگر چہ متوفی کے خاندانی گھر میں کنیز کو نہیں رکھا جاتا ہے۔"

میتا کشرا کا قانون اس نکتے پر میوکا کے قانون سے متفق ہے۔ فوری معاملے میں، پہلا مدعا علیہ لنگیا کی موت تک تقریبن **10** سال لگاتار اور خصوصی طور پر اس کی موت تک اس کی دیکھ بھال میں تھا، اس کی کنیز کو مستقل پایا گیا ہے۔ اس نے لنگیا کی زندگی کے دوران اس کے ساتھ جنسی وفاداری کا مشاہدہ کیا، اور اس کی موت کے بعد بھی اس نے اپنی قابل پاکیزگی کو برقرار رکھا۔ اکوپرہلاد بنام گنیش پرہلاد معاملے میں بمبئی ہائی کورٹ کی فل بنچ نے کہا کہ ایک شادی شدہ عورت جو اپنے شوہر کو چھوڑ کر اپنے پریمور کے ساتھ مستقل طور پر رہنے والی مالکن کے طور پر رہتی ہے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ وفادار رہ کر اواروودھا ستری کا درجہ حاصل کر سکتی ہے، حالانکہ یہ رشتہ زنا پر مبنی تھا، اور جب تک وہ اس کے ساتھ اپنی جنسی وفاداری کو برقرار رکھتی ہے، اس وقت تک اس کی جائداد سے کفالت کی حقدار رہے۔ فل بنچ کے اس فیصلے نے آنندی لال بھاگ چند بنام چندرابائی

اور کھیمکو ر بنام امیا شنکر اور بنگا ریڈی بنام لاکشما وا کیس کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا۔ اسکو پرہلا د بنام گنیش پرہلا د کے فیصلے کو مینے کے ہندو قانون اور استعمال، 11 ویں ایڈیشن، آرٹیکل 683، صفحہ 816 میں سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے، جس کی تدوین شری این چندر شیکھر ایر نے کی تھی اور (1946) 1 ایم ایل جے، نوٹ آف انڈین کیس، صفحہ 1 میں لکھا تھا، لیکن آندھرا پردیش ہائی کورٹ کی فل بنچ نے اس فوری معاملے میں خود کو مکمل طور پر بمبئی کے فیصلے سے اتفاق کیا۔ ہماری رائے ہے کہ بمبئی کا فیصلہ صحیح قانون پیش کرتا ہے۔

وجنیشورا کی سمجھ کے مطابق، اوارودھا استری میں ایک سویرینی یا زانیہ بھی شامل ہے جسے کنیزوں میں رکھا گیا ہے۔ ایک متوفی ہندو کے اثاثوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے، جو تقسیم کا ذمہ دار نہیں ہے، میتا کشرا، باب 1، دفعہ 4، آیت 22، وہ کہتے ہیں، "سویرینی اور دیگر جو باپ کے ذریعہ آوارودھ ہیں، اگرچہ تعداد میں بھی ہیں، انہیں بیٹوں میں تقسیم نہیں کیا جانا چاہئے"۔ کولبروک نے اس عبارت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: "لیکن خواتین (زانیہ اور دیگران) جنہیں باپ کی طرف سے نائب کے طور پر رکھا جاتا ہے، ان کو بیٹوں کے ذریعہ شریک نہیں کیا جانا چاہئے، حالانکہ تعداد برابر ہے"۔ ویاواہارا ادھیا میں یا جنوالکیا کی آیت 290، استری سنگرہانا کے باب 24 پر اپنی تبصرہ میں، وجنیشور منو کا حوالہ دیتے ہوئے سویرینی کو ایک ایسی عورت کے طور پر بیان کرتے ہیں جو اپنے شوہر کو چھوڑ دیتی ہے اور اس سے محبت کی وجہ سے اپنے ہی ورنا کے کسی دوسرے مرد کے پاس چلی جاتی ہے۔ اس طرح، ایک سویرینی اور دیگر کنندگان کو ایک اوارودھا استری کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تعلق غیر اخلاقی تھا، لیکن کنیز بذات خود غیر اخلاقی ہے۔ پھر بھی اسے قانون کے ذریعہ تسلیم کیا گیا تھا جس کا مقصد اس کے اور اس کے ناجائز بیٹوں کی طرف سے دیکھ بھال کا دعویٰ قائم کرنا تھا۔ جرم کے لئے شوہر کو سزا دی جاسکتی ہے، لیکن لونڈی کو جرم کی سرپرستی کرنے والے کے طور پر سزا نہیں دی جاسکتی ہے۔

ایک لونڈی کو اس وجہ سے کفالت کا دعویٰ کرنے سے نااہل نہیں کیا گیا تھا کہ وہ ایک برہمن تھی۔ ہرگووند کواری بنام دھرم سنگھ میں برہمن ذات کی ایک معزز خاتون اور اس کے ناجائز بیٹوں کی کفالت کے دعوے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسمرتی مصنفین اور مبصرین کی طرف سے پرتیلوما تعلق کی مذمت کی جاتی ہے، اور ہندو میرج ویلیڈیٹی ایکٹ، 1949 (ایکٹ XXI آف 1949) سے پہلے بائی کاشی بنام ایک سودرا مرد اور ایک برہمن عورت کے درمیان پرتیلوما شادیوں کو غیر قانونی قرار دیا گیا تھا۔ جمنا داس اور رام چندر ڈوڈ پا بنام ہنامنا ئیک ڈوڈنائک میں، لیکن ان معاملوں میں بھی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک برہمن کنبہ اپنی موت تک سودرا کی خصوصی اور مسلسل دیکھ بھال کا حقدار تھا۔ ہم اس سوال پر کوئی رائے

ظاہر نہیں کرتے ہیں کہ کیا پرانے ہندو قانون کے تحت پرتیلو ما شادی جائز تھی، لیکن ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ گزارہ کے لئے جواب دہندگان کے دعوے کو اس بنیاد پر مسترد نہیں کیا جاسکتا ہے کہ پہلا جواب دہندہ برہمن تھا اور اس کا شوہر سودرا تھا۔

ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ مدعا علیہان ہندو قانون کے تحت لنگیا کی جائداد سے اپنی زندگی کے دوران کفالت کرنے کے حقدار تھے جیسا کہ 1948 میں تھا، جب لنگیا کی موت ہوئی تھی، دسمبر 1949 میں، جب مقدمہ دائر کیا گیا تھا اور 1954 میں، جب ماتحت جج نے مقدمہ کا فیصلہ سنایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ حق ہندو گود لینے اور دیکھ بھال کے قانون، 1956 کے ذریعے چھین لیا گیا ہے، جو ہائی کورٹ میں اپیل زیر التوا ہونے کے دوران نافذ ہوا تھا۔ اس قانون کا مقصد ہندوؤں میں گود لینے اور دیکھ بھال سے متعلق قانون میں ترمیم کرنا اور اسے ضابطہ بند کرنا ہے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 4 درج ذیل ہے:

(4) اس ایکٹ میں واضح طور پر بیان کیے گئے الفاظ کو چھوڑ کر، (a) اس قانون کے نفاذ سے فورا پہلے نافذ ہونے والے ہندو قانون کا کوئی متن، قاعدہ یا تشریح یا اس قانون کے حصے کے طور پر کوئی رواج یا استعمال کسی بھی معاملے کے سلسلے میں نافذ العمل نہیں ہوگا جس کے لئے اس ایکٹ میں اہتمام کیا گیا ہے

(b) اس ایکٹ کے نفاذ سے فورا پہلے نافذ ہونے والا کوئی بھی دوسرا قانون ہندوؤں پر اس حد تک لاگو نہیں ہوگا جب تک کہ یہ اس ایکٹ میں شامل کسی بھی دفعہ سے مطابقت نہیں رکھتا ہے

دفعہ 21 میں "زیر کفالت" کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ مرنے والے کے کچھ رشتہ دار ہیں، اور ذیلی شق (viii) کے تحت، "اس کا نابالغ ناجائز بیٹا، جب تک وہ نابالغ رہتا ہے" شامل ہے۔ دفعہ 21 میں دی گئی "زیر کفالت" کی تعریف کے اندر ایک لونڈی ان افراد میں سے ایک نہیں ہے۔ اور ناجائز بیٹا اس وقت محتاج نہیں ہوتا جب وہ نابالغ نہ ہو۔ دفعہ 22 اس طرح ہے:

22 (1) ذیلی دفعہ (2) کی دفعات کے تحت، مرنے والے ہندو کے وارث متوفی سے وراثت میں ملنے والی جائیداد میں سے متوفی کے زیر کفالت افراد کو برقرار رکھنے کے پابند ہیں۔

(2) اگر کسی زیر کفالت شخص نے اس قانون کے نفاذ کے بعد مرنے والے ہندو کی جائداد میں وصیت نامہ یا جانشینی کے ذریعے کوئی حصہ حاصل نہیں کیا ہو، تو زیر کفالت اس قانون کی شق کے تحت جائیداد لینے والوں سے کفالت کا حقدار ہوگا۔

(3) جائداد لینے والے ہر شخص کی ذمہ داری اس کے ذریعہ لئے گئے حصے یا جائیداد کے حصے کی قیمت کے تناسب سے ہوگی۔

(4) ذیلی دفعہ (2) یا ذیلی دفعہ (3) میں جو کچھ بھی موجود ہے اس کے باوجود کوئی بھی شخص جو خود کفیل ہے اس میں حصہ ڈالنے کا ذمہ دار نہیں ہوگا - (2) یا ذیلی دفعہ (3)، کوئی بھی شخص جو خود ہے، جس کی قیمت خود ہے، یا، اگر اس کی ذمہ داری کو نافذ کیا گیا ہے، اس ایکٹ کے تحت دیکھ بھال کے ذریعہ اسے دی جانے والی رقم سے کم نہیں ہوگا۔

دفعہ 22 کی ذیلی دفعہ (1) مرنے والے ہندو کے وارثوں پر یہ ذمہ داری عائد کرتی ہے کہ وہ متوفی سے وراثت میں ملنے والی جائیداد میں سے دفعہ 21 میں بیان کردہ متوفی کے زیر کفالت افراد کی دیکھ بھال کریں۔ لیکن یہ ذمہ داری ذیلی دفعہ (2) کی دفعات کے تابع ہے۔ جس کے تحت صرف ایک زیر کفالت شخص جس نے وصیت نامہ یا غیر منقولہ جانشینی کے ذریعہ حاصل نہیں کیا ہے، ایکٹ کے نفاذ کے بعد مرنے والے ہندو کی جائداد میں کوئی حصہ، ایکٹ کی دفعات کے تابع، دیکھ بھال کا حقدار ہے۔ اس طرح دفعہ 22 میں متوفی ہندو کی جائداد کے دفعہ 21 میں بیان کردہ زیر کفالت افراد کی دیکھ بھال کے بارے میں مخصوص اہتمام کیا گیا ہے، اور دفعہ 4 کے پیش نظر، ایکٹ کے آغاز سے فوراً پہلے نافذ ہندو قانون ان معاملات کے سلسلے میں نافذ العمل نہیں ہوتا ہے جن کے لئے اہتمام کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے دفعات 21 اور 22 ممکنہ ہیں۔ جہاں اس قانون کا مقصد ماضی کی طرف سے پیش کرنا ہے، وہاں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے۔ اس طرح دفعہ 18 ہندو بیوی کی دیکھ بھال کا اہتمام کرتی ہے، چاہے اس کی شادی ایکٹ کے نفاذ سے پہلے یا بعد میں اس کے شوہر کے ذریعہ کی گئی ہو، دفعہ 19 ایک ہندو بیوی کی دیکھ بھال کا اہتمام کرتی ہے، چاہے اس کی شادی ایکٹ کے نفاذ سے پہلے یا بعد میں، اس کے سسر کے ذریعہ، اس کے شوہر کی موت کے بعد کی گئی ہو، اور دفعہ 25 میں عدالت کے حکم کے ذریعہ طے شدہ یا معاہدے سے پہلے یا معاہدے کے ذریعہ گزارہ کی رقم میں تبدیلی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ایکٹ کے نفاذ کے بعد اب، اس قانون کے نافذ ہونے سے پہلے، ایکٹ کے نفاذ سے پہلے مرنے والے ہندو کی جائداد سے دیکھ بھال کے حقوق حاصل کر لیے گئے تھے، اور اس کی موت کے وقت نافذ ہندو قانون کے تحت دیکھ بھال کی ادائیگی کی ذمہ داری ادا کی گئی تھی۔ یہ ایک تسلیم شدہ اصول ہے کہ اگر ممکن ہو تو کسی قانون کی تشریح کی جائے تاکہ حقوق العباد کا احترام کیا جا سکے۔ دیکھیے قانون قانون کے بارے میں کریز، چھٹا ایڈیشن۔ (1963)، صفحہ 397. ہم سمجھتے ہیں کہ دفعہ 21 اور 22 اور دفعہ 4 کسی متوفی ہندو کی موت کے وقت نافذ ہندو قانون کے تحت ایکٹ کے نفاذ سے پہلے اس کی جائیداد سے کفالت کے کسی بھی حق کو ختم یا متاثر نہیں کرتے ہیں۔

لنگیا کی موت کے بعد، پہلا جواب دہندہ اس کی لونڈی تھی اور دوسرا، تیسرا اور چوتھا جواب دہندہ اس

کے ناجائز بیٹوں کے طور پر لنگیا کی جائیداد سے اپنی زندگی کے دوران کفالت کا حق رکھتے تھے۔ یہ حق اور درخواست گزاروں کی دیکھ بھال کی ادائیگی کی متعلقہ ذمہ داری ایکٹ کی دفعہ 21 اور 22 سے متاثر نہیں ہوتی ہے۔ جواب دہندگان کا اپنی زندگی کے دوران مسلسل دعویٰ (لنگیا کی موت پر ان کے اصل حق سے باہر) ابھرتا ہے اور اس کی بنیاد ایکٹ کے نفاذ کے بعد پیدا ہونے والے کسی بھی حق پر نہیں ہے۔

ایس کا میشور ما بنام مدعی کے شوہر سبرامنیم کا سال 1916 میں انتقال ہو گیا تھا، اور مدعی نے 1924 میں ایک سمجھوتہ کیا تھا جس میں اس کی دیکھ بھال کی قیمت 240 روپے سالانہ مقرر کی گئی تھی اور یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ دیکھ بھال کی شرح میں اضافہ یا کمی نہیں کی جائے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس معاہدے کے باوجود مدعی ہندو گود لینے اور دیکھ بھال کے قانون 1956 کی دفعہ 25 کے پیش نظر اضافی دیکھ بھال کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہ خیال کیا گیا تھا کہ سمجھوتے کی مذکورہ بالا مدت کے باوجود، وہ دفعہ 25 کے تحت بڑھتی ہوئی دیکھ بھال کا دعوی کرنے کی حقدار تھی۔ یہ نتیجہ دفعہ 25 کے سادہ الفاظ سے اخذ کیا گیا ہے، جس کے تحت دیکھ بھال کی رقم، چاہے وہ ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں حکم نامے یا معاہدے کے ذریعہ طے کی گئی ہو، بعد میں تبدیل کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا یہ فیصلہ بالکل درست تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس معاملے میں وسیع مشاہدات موجود ہیں کہ دیکھ بھال کا حق ایک بار کا حق ہے اور ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد دیکھ بھال کی ذمہ داری دفعہ 22 کے ذریعہ عائد کی گئی ہے، اور دفعہ 22 کے نفاذ سے اس ایکٹ سے پہلے فوت ہونے والے افراد کی بیواؤں کو خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس معاملے کے مقصد کے لئے یہ مشاہدات ضروری نہیں تھے، کیونکہ اس معاملے میں بیوہ واضح طور پر ہندو قانون کے تحت 1916 میں مرنے والے اپنے مردہ شوہر کی جائداد سے کفالت کی حقدار تھی، جیسا کہ اس وقت تھا، ایکٹ کی دفعہ 21 اور 22 سے آزاد، اور ایکٹ کے آغاز سے پہلے کفالت طے کرنے کے سمجھوتے کے باوجود، بیوہ دفعہ 25 کے پیش نظر دیکھ بھال کی رقم میں تبدیلی کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ اس فیصلے کو اس تجویز کے لئے اتھارٹی کے طور پر نہیں سمجھا جاسکتا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 21 اور 22 ایکٹ کے آغاز سے پہلے سے تفویض کردہ حقوق کو متاثر کرتی ہیں۔ لہٰذا ہمارا ماننا ہے کہ جواب دہندگان کا اپنی زندگیوں کی دیکھ بھال کا دعویٰ اس قانون سے متاثر نہیں ہوتا۔

ہمیں دیکھ بھال کی مقدار کے بارے میں ذیل میں عدالتوں کے مشترکہ نتائج میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے۔

نتیجے میں، اپیل کو اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے.

اپیل خارج کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this
document